تعارف

ہم سب یا تو اجتماعی ریاست کے حامی ہیں یا فلا حی ریاست کے۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ فلا حی ریاست کا تصور ہم سب کے لیے ایک مثالی ریاست کی حیثیت رکھتا ہے۔ کسی بھی فرد سے پوچھیے وہ یہی کہے گا کہ پاکستان کو ایک فلاحی ریاست ہو نا چاہیے۔ مزید تحقیق کیجیے کہ فلاحی ریاست کیا ہوتی ہے، وہ بتائے گاکہ یہ ریاست فرد کی تمام یا بنیادی ضروریات پوری کرتی ہے جیسے کہ روٹی، کپڑا، اور مکان، اوران کے ساتھ تعلیم ، صحت ، وغیرہ بھی۔ اور مثال کے طور پر وہ کچھ فلاحی ریاستوں سویڈن ،ناروے، وغیرہ کے نام بھی لے دے گالیکن اس سے آگے نہ کو ئی پوچھتا ہے، نہ کوئی بتا تا ہے،اور نہ کوئی سوچتا ہے کہ فلاحی ریاست یہ تمام ذمہ داریاں کیسے پوری کر تی ہے یا کر سکتی ہے، اور اس کو شش کے کیا نتائج برآمد ہوتے ہیں۔یا یہ کہ موجود فلاحی ریاستیں اپنے شہریوں کی بنیادی ضروریات کیسے پوری کر رہی ہیں،اور وہاں کس قسم کے مسائل جنم لے رہے ہیں۔

کہا یہ جاتا ہے کہ ریاست اپنے شہریوں کی ضروریات پوری کرنےکے لیے تمام ذرائع پیداوار کو نجی سے اجتماعی ملکیت میں لے لے۔یہایک اجتماعی ریاست کاتصور ہے۔ پاکستان میںاسے نیشنلائزیشن کےعمل کےذریعےحاصل کرنےکی کوشش کے نتائج ہم آج تک بھُگت رہےہیں۔یاپھریہ کہاجاتاہےکہ اپنےاخراجات اورشہریوں کی ضروریات پوری کرنےکےلیے ریاست اپنے شہریوں پر ٹیکس عائد کرے۔ یہ ایک تقسیمی ریاست کا تصور ہے جسے فلاحی ریاست سے بھی موسوم کیا جاتاہے۔ یہ ریاست اپنے شہریوں کی آمدنی کا ایک بڑا حصہ ٹیکس کے نام پرلے کرغریبوں کے نام پرمخصوص گروہوںمیں تقسیم کر تی ہے۔ ہم سو تے جاگتے اسی ریاست کے گن گاتے ہیں۔ سیاستدان سے لے کردانشور تک،اور ڈکٹیٹر سے لے کر جمہوریت پسند تک اجتماعی ریاست کے تجربے کی ناکامی کے بعد پاکستان کو ایک فلاحی ریا ست بنانا چاہتے ہیں۔ اب ہر کس و نا کس فلاحی ریاست کا خواب دیکھتا ہے۔

ایک اجتماعی اور / یا فلاحی ریاست کیا ہوتی ہے؟ یہ کیسا نظام قائم کرتی ہے ،کس طرح کام کر تی ہے؟ اس کے کیا نتائج مرتب

ہوتے ہیں ؟ **عوامی فلاحی ریا ست کی کہانی ، بے چارے جو ناتھن کی زبانی** ہمارے سامنےایک ایسی ہی ریاست کی تصویر پیش کرتی ہے ؛ اسے ہم اپنے معاشرے میں بھی موجود دیکھ سکتے ہیں۔ یہ کہانی ایک نو جوان جوناتھن کی زبانی بیان کی گئی ہے جو شومیٔ قسمت سے ایک ایسے جزیرے پر پہنچ جا تا ہے جہاں عوامی فلاحی ریاست کا نمونہ اسے ہر ہر قدم پر چکرا دیتا ہے۔ یہاں ہر شے حکو مت کے کنٹر ول میں ہے۔اگر چہ ہم سب اس بات کا براہِ راست تجربہ رکھتے ہیں کہ زندگی کے بیشتر شعبوں میں حکو مت کا عمل دخل کیا گل کھلا تا ہے اور اس کے کیا نتا ئج بر آمد ہو تے ہیں لیکن انہیں کبھی اس طر ح محسو س نہیں کرتے اور ان نظروں سے نہیں دیکھتے جس طرح جو نا تھن بے چا رہ انہیں محسو س کرتا اور دیکھتا ہے۔ وہ یہ دیکھ کرحیران رہ جاتا ہے کہ چند لوگ جن کے پاس اختیار اور اقتدار آجاتا ہے کس طرح خود کو عقل ِکل قراردے کرباقی لو گو ں کی زندگی کے ما لک بن بیٹھتے ہیں، اور ان کے لیے کیا اچھا ہے اور کیا برایہ فیصلے کرنے لگتے ہیں۔ اس کی تفصیل آپ کتاب میں ملاحظہ کیجیے گا۔ یہاں صرف ااتنی وضاحت کافی ہو گی کہ عوامی ریاست جس میں ذرائع پیداوار اجتماعی یا ریاست کی ملکیت میں ہوتے ہیں انتہا درجے کی انسانی ہلاکت و فلاکت پرمنتج ہو تی ہے جیسا کہ ان ریاستوں کے انجام اور حا لت سے عیاں ہے۔ سبب اس کا یہ ہے کہ ذرائع پیداواراجتماعی یا ریاست کی ملکیت میں ہو نےکا مطلب یہ ہے کہ کو ئی بھی چیز کسی کی نجی ملکیت میں نہیں اور یہی چیز سماجی اور اخلاقی تبا ہی کا پیش خیمہ بنتی ہے۔

جہا ں تک فلاحی ریاست کے تصور کی بات ہے تو اس میں اگرچہ نجی ملکیت موجود ہو تی ہے لیکن اس سے حاصل ہو نے والی آمدنی نجی اختیار میں نہیں رہتی بلکہ اس آمدنی کا ایک خاصا بڑا حصہ ٹیکسوں کی صورت میں ریاست کے پاس جاکر آخر ِکار مفاداتی سیا ست اور گرو ہی مراعات کی نذر ہو جاتا ہے۔ فلاحی ریا ست کے تصور کو اس مثا ل سے بھی سمجھا جا سکتا ہے:اگر ایک خا ندان میں دو افراد کما نے والےاور چارکھانے والے ہوں یعنی دو افرادکی آمدنی چھ افراد میں تقسیم ہو تی ہو تو وہ کبھی خو شحا ل نہیں ہو سکتا یا اگر خوشحال ہے تو زیا دہ دیر خو شحال نہیں رہ سکتایا یہ کہ اگر ایک خاندان کی آمدنی دوسرے خاندان میں تقسیم کردی جاتی ہوجبکہ تقسیم کرنے والوں کی زندگی کاا نحصار بھی اسی خاندان کی آمدنی پر ہو تو

کمانےوالاخاندان نہ صرف خوشحال نہیں ہو سکتا یا زیادہ دیر خوشحال نہیں رہ سکتا بلکہ وہ ایک طرح کی اخلاقی اور سماجی ما یو سی کا شکا ر بھی ہو جاتا ہے۔ فلاحی ریا ست بھی جو کما نے والے افراد کی آمد نی کو نہ کما نے یا کم کمانے والے افراد میں جن میں یہ تقسیم کرنے والے افراد بھی شامل ہیں تقسیم کر تی ہے کبھی خوشحا ل نہیں ہو سکتی یا یہ کہ زیادہ دیر خوشحا ل نہیں رہ سکتی جیساکہ فلا حی ریاستو ں کے بگڑتے ہو ئے حالات سے ظاہر ہے۔

اے ایس انسٹیٹیوٹ کی جانب سے پیش کیاجانے والا کین سکول لینڈ کی کتاب کا یہ ترجمہ اجتماعی عوامی فلاحی ریاست پر جامع تنقید کی اوّلین کوشش ہے۔یہ کتاب اردوسمیت دنیا کی41 زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہے ، اور اس بات کا اعادہ کر تی ہے کہ ہم اپنے جسم و جان اورزندگی کے خودمالک ہیں۔اوراپنی زندگی کے فیصلوں کا اختیار بھی خود ہمیں ہی حاصل ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کتاب افراد پر کنٹرول کے بجائےان کی انفرادی آزادی پرزور دیتی ہے؛اس میں معا شی، سیاسی، فکری، مذ ہبی ،ہر قسم کی آزادی شامل ہے۔ اس کتاب کو آزاد منڈی کی معیشت کی تعلیم کے لیے بڑی کامیا بی سے استعما ل کیا جا رہا ہے۔ اے ایس انسٹیٹیوٹ جلد ہی ایک ایسی کتاب بھی شا ئع کر نے کا ارادہ رکھتا ہے جس میں آزاد منڈی کے فلسفے پر مبنی ایک ایسی ریاست کا تصور و اضح کیا جائے گاجسے منصفانہ ریاست کا نام دیا جا سکتا ہے؛ اس ریا ست میں حکو مت کمانے والے افراد کی آمدنی غصب نہیں کر تی بلکہ یہ خود ان کے اختیار میں رہتی ہے اور وہ اسے اپنی مرضی سے صرف کر سکتے ہیں، اور یہی چیز مزید دولت کی تخلیق کا سبب بنتی ہے۔یہ ریا ست افراد کے نجی اور کاروباری معاملات میں مداخلت نہیں کرتی؛ اور،اس کی بنیادی ذمہ داری اپنے شہریوں‌کی زندگی،آزادی اوران کی ملکیت وجا ئید ادکا تحفظ ہو تا ہے۔

اُمیدہے کہ یہ کتاب پاکستان میں عوامی فلاحی ریاست سے متعلق مباحثے کو ایک نئی سمت عطا کر نے میں معا ون ثابت ہو گی!

خلیل احمد

ابتدائیہ

یہاں میں مسٹر بے چارہ کی خواہش کے مطابق ایک عجیب وغریب کہانی سنانےکا ارادہ رکھتا ہوں جو انہوں نے اپنے آخری دنوں میں میرے گوش گزار کی تھی۔ اسلوب کی کچھ رعایتوں سے قطع نظرمیں نے ان کے بیان سے قریب رہنے کی پوری کوشش کی ہے۔